تفسیرِ درودِشان

مصنف

السیّد السّادات الحسنی والحسینی حضرت مولانا صدّیق دیندار صاحب قبلہ

المعروف بہ دیندار چن بسویشور قدس اللہ سرّہٗ العزیز

درودشان جس کوسیّد السادات الحسنی والحسینی حضرت مولانا صدّیق دیندار صاحب قدّس اللہ سرّہٗ العزیز نے انتہائی مشکل حالات میں جب کہ آپ کوٹھگی جیل میں قیدِ مشقت میں ڈال رکھا تھا، اُس وقت عشقِ رسول میں جوالہامی کیفیت آپ پر طاری ہوئی اُس میں آپ نے سرکارِ دوعالمﷺ کے عشق میں جوکلمات ادا کئے اسکو درودِشان کی شکل میں آپ نے بیان کیا۔اس درود کی تحریر میں آپ علیہ الرّحمۃ کا رسول کریم سے عشق بھی ہے اور آپ کے لئے جوتکلیف اُٹھائی اُسکا درد بھی اور جوالفاظ آپ نے اس میں استعمال فرمائے اُس میں رسول کریمﷺ کی کمال شان ظاہر ہوتی ہے، اسی مُناسبت سے آپ نے اس درود کا نام درودِشان رکھا۔

اسکی تشریح کے لئے ایسا ہی عشق چاہیئے ، بہر کیف ہم میں سے جوجس قدر عشق میں مبتلا ہوگا وہ اُسکی اُسی قدر تشریح بیان کرسکتا ہے مکمل اور جامع تشریح وتفسیر صاحب کلام ہی کے لئے زیبا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَحنُ نُصَلِّیْ عَلیٰ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدِ نِ لْمُعَلّٰے الشَّانِ

اے اللہ ہم صلوٰۃ بھیجتے ہیں ہمارے سرداراور ہمارے مولا،سب سے بلندشان والے پر

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان اللـہ وملئکتہ یصلّونَ علی النّبی میں مسلمانوں کوحکم دیا کہ آقاعلیہ الصلوٰۃ والسّلام پر درود بھیجوتو ہم اُسکا جواب دیتے ہیں کہ اللـھم صلّی علیٰ محمّد و علیٰ آلہِ اے اللہ تو محمداورانکی آل پر درود بھیج ،عجیب بات ہے جبکہ اللہ خود فرماتا ہے کہ میں اور میرے ملائکہ آپﷺ پر درود بھیجتے ہیں اب تم بھیجواور ہم جواب میں پھراللہ سے کہتے ہیں کہ تو ہی بھیج۔

یہ معاملہ بھی اسی وجہ سے ہے کہ آپﷺ پر درود بھی وہی بھیج سکتا ہے جس نے کچھ کام ایسے کئے ہوں جس سے اظہار ہو کہ اللہ کا رسول اس سے خوش ہوا ہو، کیا ملائکہ اور اللہ تبارک وتعالیٰ صرف درود پڑھتے ہیں؟ یا آپﷺ کی مدد بھی کرتے ہیں۔صلّی کہا جاتا ہے ساتھ ہوجانے کو، مل جانے کوجیسا کہ اللہ اور اُسکے فرشتے رسول اللہﷺ کے ساتھ ہوگئے اب اللہ کا ہم سے بھی یہی مطالبہ ہے کہ ہم بھی اسی طرح ساتھ ہوجائیں، رسول اللہ کے کام کوآگے بڑھائیں۔

حضرت قبلہ اسی نکتہ کو بیان کرتے ہیں کہ میں نے سرکار دوعالمﷺ کی تبلیغ، ہجرت اور غزوات کی سنّت پر عمل کیا (کم وبیش ۷۰۰ پنڈتوں کو اور ہزارہا غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا) اپنے ساتھیوں کواپنے رنگ میں رنگا اس لئے اب میں اور میرے ساتھی یہ مقام رکھتے ہیں کہ کہیں **اِنَّا نَحنُ نُصَلِّیْ عَلی** بیشک میں، ہم آپﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔

معلی شان (جسکی شان سب سے اعلیٰ ہو)

ہر نبی شان والا ہے لیکن نبی کریم ﷺ کی شان سب سے بڑھ کر ہے۔ کسی نبی کو ایسے صحابہ نہی ملے، ایسی ازواج نہ ملیں نہ ایسی امت ملی جو آپ کے نام پر بھی قربان۔ خود آپ کا وجود ایسا کہ جس پر درود بھیجنا نیکیوں میں اظافہ اور گناہوں میں کمی کا باعث ہے۔ جسکی مدحت خود اللہ اور فرشتے بیان کرتے ہوں، جسکا ذکر بلند کرنے کے لئے اللہ خود میدان میں موجود ہو۔

نبی کی شان وہی بہتر بیان کرسکتا ہے جو آپ ﷺ کے ساتھ ہو گیا ہو، آپ علیہ الرّحمۃ چونکہ کامل فنافی الرّسول کے مقام پر ہیں، آپ اُسی رنگ میں ڈوب کر رسول اللہ ﷺ کی شان اپنے انداز سے بیان کیا جسے درود شان کہا گیا۔

مَاحِی الْبُطْلَانِ، (باطل کو مٹانے والے جسکی حیات ہی باطل کو ختم کرنا ہو)

بتوں کو توڑ وہی سکتا ہے جسکا خود بُت نہ بنے، سرکار دو عالم ﷺ مکہ میں ۳۶۰ بتوں کو جب توڑتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ!

جاء الحق و ذھق الباطل آپ کے اس عمل کو جسکو اللہ نے ہزاروں سال سے روکے رکھا تھا آپ ﷺ سے انجام دلوایا اور آپ کو ماحی البطلان (بُت شکن) کے لقب سے نوازا۔ اس میں ایک اور شان جیسا کہ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ بُت اُسی کے بنتے ہیں جو گذر جاتا ہے اور جسکا کام ختم ہو جاتا ہے اللہ نے فرمایا! **قد خلت من قبله الرسول** (آپ سے پہلے جتنے بھی رسول آئے وہ گذر گئے) اسی لئے تمام انبیاء کے بُت بنے لیکن آپ ﷺ کا بُت نہ کبھی بنا نہ بن سکتا ہے بالفاظ دیگر آپ ﷺ اپنی ہستی کے لئے بھی ماحی البطلان ہیں اور آپ کا بُت نہ بننا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ حیات النّبی ہیں۔

حَاشِرِ الْاِنْسَانِ (انسانوں کو جمع کرنے والا)

انبیاء ماسبق صرف اپنی قوم تک محدود رہے، اسی لئے کوئی مذہب یہ دعویٰ نہی کرسکتا کہ وہ تمام اقوام عالم کے لئے ہے۔ یہودی پارسی تو وہ مذاہب ہیں جن میں تبلیغ ہی نہی اسی لئے جو پیدائش سے اس مذہب پر ہو وہی اس میں شامل ہے یہاں تک کہ اگر ماں یا باپ میں سے کوئی غیر مذہب سے ہے تو وہ اسکو نہی مانتے۔ عیسائیت میں ہم دیکھتے ہیں کہ جناب عیسیٰ نے کنعان کی عورت کو بھی تعلیم دینے سے انکار کردیا تو روز محشر صرف انکی قوم ہی انکے جھنڈے تلے ہوگی، آج عیسائیت بھی یہ دعویٰ نہی کرسکتی کہ انکا مذہب تمام انسان کے لئے ہے اور آج اگر عیسائیت میں دیگر اقوام کے لوگ نظر آتے ہیں تو وہ بھی انکی غیر شرعی تبلیغ یا کسی لالچ زور زبردستی کی بنیاد پر جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ کالوں کا عیسیٰ کالا ہے اور گوروں کا گورا۔

دنیا کا تیسرا قدیم مذہب ویدک دھرم ہے جو ذات پات میں اس قدر تقسیم ہے کہ جو مذہب اپنے ہی ماننے والوں میں تفریق کرے وہ تمام انسانوں سے کس طرح مخاطبت کرے گا؟

اللہ کے رسول کا کیا مقام ہے کہ آپ نے ایرانی ہو یا تورانی، عرب ہو کہ عجم، کالا ہو یا گورا سب کو ایک جھنڈے تلے جمع کرکے دکھا دیا،

مسلمان افریقہ کا ہو یا فرانس کا، جرمنی کا ہو یا ایشیاء کا، سب کا نبی ایک ہے، سب عبادت میں ایک ساتھ ہی کھڑے ہوتے ہیں۔ اور آج تمام دُنیا نماز وحج میں اس نظارہ کو دیکھ رہی ہے، ہے کوئی ایسا!

پس جس کے جھنڈے تلے تمام انسان جمع ہوں وہی انسانوں کا امام اور حاشر بنتا ہے، سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا!

یوم تقوم الساعة، تحشر النّاس علیٰ قدمی (جس روز وہ ساعت ہوگی اللہ تمام انسانوں کا حشر میرے قدموں پر ہوگا)

رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ (عالمین کے لئے رحمت)

رحمت اپنے اندر جامعیت کا عنصر رکھتی ہے یعنی، جسمانی، روحانی، مادی غرض ہر اعتبار سے وہ رحمت کا احاطہ کرتا ہے۔ رحمت عمل سے ماخوذ ہے، اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمام انبیائے ماسبق میں جس کو بھی اللہ نے طاقت دی اُس نے اپنا بدلہ لینے میں دیر نہ کی، موسیٰؑ نے قبطی کو مار کر درس دیا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک، داؤدؑ نے جالود کو قتل کر دیا، سلیمانؑ نے بلقیس سے تخت چھین کر، الغرض دیگر کا یہی عالم رہا۔ لیکن سرکارِ دو عالم ﷺ کی کیا شانِ رحمت ہے کہ وہ منافق عبداللہ بن اُبی جسکو رئیس المنافقین کا نام دیا گیا اور جس نے غزوہ احد میں کافی نقصان پہونچایا، اسکی نمازِ جنازہ جب کہ کوئی پڑھانے کو تیّار نہی تھا آپ ﷺ اسکی نماز جنازہ پڑھاتے ہیں۔

آپ کا وہ دشمن جس نے آپ کے ہر دلعزیز چچا اسداللہ واسد رسولہ حضرت حمزہؓ کو شہید کروایا اور انکا کلیجہ جسکی بیوی نے چبایا، فتح مکہ کے وقت آپ کا یہ اعلان کہ جو میرے اس دشمن ابوسفیان کے گھر پر بھی پناہ لے لے گا اسکو معاف کر دیا جائے گا کائنات میں اس سے بڑھ کر کوئی رحمت کا نشان ہے تو بتاؤ؟

جب ایک دُنیاوی مہمان اُس گھر کے لئے رحمت ہے جہاں وہ آیا ہے تو پھر جو اللہ کی طرف سے آئے اور تمام عالم کے لئے آئے، رحمۃ العٰلمین کا لقب اُسی کے لئے مخصوص ہے۔

سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ (تمام انبیاء اور رسولوں کے سردار)

سردار وہی رہتا ہے جسکے آنے سے پہلے اُسکے ماتحت آتے ہیں تا کہ وہ لوگوں کو سردار کا تعارف کروائیں۔ تعارف سردار کا ہوتا ہے اسکے ماتحتوں کا نہی، آپ ﷺ سے پہلے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا آنا ہی اسی بات کی دلیل ہے کہ وہ خود سردار نہی تھے بلکہ کسی اور سردار کی خبر دینے آئے تھے۔ یہی وجہ ہیکہ ہر نبی نے آپ ﷺ کی ہی بشارت دی۔ اللہ نے بھی سردار کا پروٹوکول اس طرح واضح کر دیا کہ صرف آپ پر ہی درود بھیجا اور باقی سب پر سلام۔ آپ ہی ہیں جنھیں سب سے پہلے تخلیق کیا گیا اور آپ ہی کے لئے تمام نبوّتیں ہیں مولانا حبیب بن وحیدؒ نے کیا خوب فرمایا!

اوّل خلق آخر بعث، شان ہی تیری کیا میرے آقا
نبیوں کے مصدر، نبیوں کے خاتم، صلیّ اللہ علیہ وسلّم

سِرَاجِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ (اوّلین وآخرین کے روشن سورج)

جب آدم نے عرش پر دیکھا تو جو اسم نظر آیا وہ محمد ہی تھا، اور جب ظہورِ مہدی ہوگا تب بھی وہ آپ ﷺ کا ہی جھنڈا لئے ہوئے ہونگے، موسیٰ کو جس نے راہ دکھلائی وہ بھی نورِ محمد ہی تھا بقول والد صاحب علیہ الرّحمۃ

خضر کے نام سے ہی جنکا پتہ چلتا ہے

خضر کون ؟ وہی گنبد خضریٰ والا

خود سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا! کہ میں ہی اوّل، میں ہی وسط اور میں ہی آخر۔

الغرض ہر نبی نے اسی سورج سے چمک پائی، ستارہ سورج کی طرف ہی اشارہ کرتا ہے۔ آدم سے عیسیٰ تک تمام انبیاء ومرسلین کی بشارات آپ ﷺ کی طرف ہونا اسی بات کی دلیل ہے کہ اُنکی چمک بھی آپ ﷺ کے وجود سے ہی تھی۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحبؒ نے کیا خوب فرمایا۔

چمک تُجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے

میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

حِزْبُہٗ حِزْبُ اللّٰہِ (آپؐ کی جماعت اللہ کی جماعت)

اللہ کی جماعت اُس جماعت کو کہا جاتا ہے جس کو خود اللہ کہے کہ میری جماعت ہے۔ انبیائے ماسبق کے ماننے والوں کو اُن کی قوم نے اپنے انبیاء کی نسبت سے نام دیا اس طرح وہ قومِ عیسیٰ، قومِ نوح، قومِ موسیٰ کہلائیں، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ماننے والوں نے اپنے آپ کو قومِ محمد نہی کہا بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا کہ!

ھو السّمٰکم المسلمین (اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے)

یعنی رسول اللہ کے ماننے والوں کا نام خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے رکھا اور انکو مُسلمان کہا، اسی لئے سرکار دو عالم ﷺ کی شان کا یہ بھی پہلو ہے کہ آپ کے ماننے والوں کو اللہ نے اپنی جماعت کہا۔

دِیْنُہٗ دِیْنُ اللّٰہِ (آپ کا دین اللہ کا دین)

دُنیا کے تمام مذاہب کے ماننے والوں کو اُنکے انبیاء نے مذہب کا نام نہی دیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ کسی نئے مذہب کی بنیاد نہی رکھ رہے بلکہ ایک مکمل دین کی تیاری کر رہے ہیں، اسی لئے اُنکے ماننے والوں نے اپنے نبیوں، اوتاروں کے چلے جاننے کے بعد اُنھی کے ناموں سے اپنے مذہب کو نسبت دی، یا پھر اپنے مذہبی کتابوں کے حوالوں سے خود کو منسوب کیا۔ چنانچہ عیسیٰؑ کے ماننے والوں نے خود کو عیسائی، یہودہ کے ماننے والوں نے یہودی، زُرتشت کے ماننے والوں نے خود کو زُرتشتی، اور کروڑوں دیوی دیوتاؤں کے ماننے والوں نے اپنے کتابوں کی نسبت خود کو دیدک کہا جنھیں ہم ہندو بھی کہتے ہیں۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کے ماننے والوں کو اللہ نے مسلم کہا اور اس مذہب کو دین اسلام کہا، یہی وجہ ہے کے آپ ﷺ کے ماننے والے مُحمدی یا آپ کا دین مُحمد ازم نہی بلکہ از روئے قرآن !

ان الدّین عنداللہ الاسلام (اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے)

قِبْلَتُهٗ بَيْتُ اللّٰهِ (آپ کا قبلہ بیت اللہ)

قبلہ وہ ہے جو آپ کے مقابل ہوتا ہے جسکو دیکھ کر آپ اپنی سمت متعیّن کرتے ہو۔ قبلہ ہی دراصل کسی قوم، فرد کے اصل واصول کی نشاندہی کرتا ہے اسی مناسبت سے گھر کے سربراہ کو بھی قبلہ کہتے ہیں یعنی اس گھر میں ان کے اصول چلتے ہیں۔ تمام مذہبی کتابیں اور تاریخ شاھد ہے کہ انبیاء ماسبق نے خود کوئی قبلہ متعین نہی کیا، بیت المقدس بھی یہودیوں نے خود متعین کیا نہ کہ سُلیمانؑ یا موسیٰؑ نے۔ اسی لئے ان اقوام کے نہ تو کوئی واضح اصول ہیں نہ ہی جامعیت۔

رسول اللہ ﷺ کی یہ بڑی شان ہے کہ آپ نے خود قبلہ کا تعین فرمایا اور قبلہ بھی بنایا تو اللہ کے گھر کو جو اس بات کا اعلان ہے کہ مُسلمانوں کا مقصد حیات صرف اللہ کے قوانین پر عمل کرنا اور انکو نافذ کرنا ہے

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی، میں اسی لئے مُسلماں، میں اسی لئے نمازی

قبلہ ہے تیرا اللہ کا گھر، صلّی اللہُ علیہِ وسلّم

وَمَنْ يُّطِيْعَهٗ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهِ (اور جس نے آپؐ کی اطاعت کی پس اس نے اللہ کی اطاعت کی)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! **من یطیع الرسول فقد اطاع الله** جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زائد انبیائے کرام کو یہ شرف حاصل نہ ہوسکا کہ اُنکی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت کہا ہو۔ یقیناً جو ہر زاویے سے کسی وجود کی مثل ہو اُسی کو یہ مقام ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان نے رسول کریم کی شان کو واضح کر دیا کہ درحقیقت آپ کا وجود ہی اللہ کے کامل اظہار کا وجود ہے۔

فِیْ مَرْتَبَۃِ الْغَیْبِ ھُوَ اللّٰہُ (مرتبہ غیب میں آپ ہو اللہ ہیں)

جس طرح ایک بادشاہ کا وزیر یا قاصد جب کسی ریاست میں جاتا ہے اور ریاستی امور کے معاملے میں کوئی بات کرتا ہے یا فیصلہ کرتا ہے یا کوئی پیغام دیتا ہے تو وہ اسکا زاتی فیصلہ نہی ہوتا بلکہ درحقیقت اس کے پس پردہ بادشاہ ہی ہوتا ہے۔ اور یہ حق صرف اسی کو حاصل ہوتا ہے جو بادشاہ کی طرف سے متعیّن کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے متعلق کئی آیات نازل ہوئیں کہ

من یطیع الرسول فقد اطاع الله اُنکی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے

اگر تم کو اللہ سے محبت کا دعویٰ ہے تو میری (رسول) اطاعت کرو

تم ایمان والے ہو ہی نہی سکتے جب تک ہر معاملے میں رسول اللہ کو حکم نہ بنا دو

یعنی رسول اللہ کا ہر عمل، ہر کلام دراصل اللہ کی ہی بات ہوتی ہے یعنی پس پردہ (غیب) میں اللہ ہی ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کی بڑی شان ہے۔

اور یہ مقام اسی کو ملا جسکی جماعت کو اللہ نے اپنی جماعت کہے جو خود دین کی بنیاد رکھے اور اللہ اسکو اپنا دین کہے، جن سے وہ راضی ہو اللہ بھی ان سے راضی ہو اور کہے رضی اللہ تعالیٰ، جسکی اطاعت اللہ خود کہے کہ میری اطاعت

كَلَامُهٗ كَلَامُ اللهِ (آپ ؐ کا کلام اللہ کا کلام)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! وہ کوئی کلام ہی نہی کرتے مگر وہی جو اللہ کی وحی ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کے علاوہ کسی نبی کے متعلق یہ نہی فرمایا، صرف آپ ﷺ ہی کا یہ مقام ہے کہ آپ کے کلام کو اللہ نے اپنا کلام کہا، ہر نبی وحی کے طابع تھا جبکہ رسول اللہ کا مقام یہ ہیکہ آپ جو کرتے گئے وہ وحی بنتا گیا۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

(آپ نے اپنی جانب سے کوئی بات نہیں کی مگر وہی کہا جو اللہ نے کہا)

مزکورہ بالا تعریف اسی ضمن میں ہے

جَامِعُ الْكَلِمِ كَلَامُهٗ (آپ کا کلام تمام کلاموں میں جامع ہے)

قرآن کو اللہ نے عربی زبان میں نازل فرمایا جو کہ تمام زبانوں کی جامع ہے اور اسی زبان کو قیامت تک جاری رہنا ہے، دیگر صحائف جن زبانوں میں تھے وہ زبانیں اب ناپید ہوگئیں جس طرح دریا ندی نالے سب فنا ہو جاتے ہیں کیونکہ ان میں جامعیت نہی ہوتی لیکن سمندر جامعیت رکھتا ہے اس لئے وہ فنا نہی ہوتا عربی جامعیت رکھتی ہے اسی لئے وہ فنا نہی ہوئی۔ تمام انبیائے کرام کے کلام صرف ایک قوم کے لئے تھے وہ جامع نہی تھے، نہ انکا کلام جامع تھا، نہ زبان جامع تھی اسی لئے سب فنا ہوگئیں لیکن رسول اللہ ﷺ جامع نبی ہیں آپ کو تمام عالم کے لئے بھجا گیا، آپ تمام اقوام کو جمع کرنے آئے ہیں اسی لئے آپ کا کلام جامع کلام ہے۔ قرآن جامع ہے اسی لئے وہ توریت کی بھی تصدیق کرتا ہے، زبور، ویدانا جیل کی تصدیق کرتا ہے اور تصدیق وہ کرتا ہے جو مقام میں بلند ہو۔

اَلْبُرَاقُ وَالرَّفْرَفُ مَرْكَبُهٗ (براق اور رفرف آپ کی سواری ہے)

ہندو اوتاروں کے ہاں اور دیگر انبیاء کی اقوام میں انکی معراج جو بہت محدود تھی کا تزکرہ موجود ہے اور اُن سواریوں کا بھی، کہیں چوہا، کہیں ہاتھی، کہیں کشتی کہیں گائے، شیو کی سواری بیل، گنیش کی سواری چوہا، وشنو کی سواری گرڑ۔ یہ سب زمینی سواریاں ہیں اسی لئے وہ سب زمین کی حدود سے باہر نہ جاسکے، جبکہ سرکار دو عالم ﷺ کی سورای براق جو برق سے نکلا ہے یعنی ایسی سواری جو روشنی کی رفتار سے چلتی ہے، اور سواری بھی نور کی اسکے بعد رفرف جو اس سے بھی تیز ہے۔ اللہ نے جب اپنے حبیب کو بلانا چاہا تو سواری بھی اُسی شان کی عطا فرمائی جو زمینوں آسمان کا سفر لمحوں میں طے کرے۔ الغرض سردار انبیاء کی سواری بھی سواریوں کی سردار۔

ذمینی سواریوں کی رفتار کا اندازہ کیا جاسکتا ہے انھیں بیان بھی کیا جاسکتا ہے، لیکن برّاق جو برق کی جمع ہے اسکی رفتار کا اندازہ کیونکر ہو؟ برق یعنی بجلی کی معلوم رفتار ۳ لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ ہے اور جو سواری بجلیوں کی جمع ہو یعنی براق تو اسکی رفتار کا اندازہ ناممکن ہے۔ اسکے ساتھ ہی

رفرف جسکے معنی سبز لباس اور تیز رفتار جنت کی سواری کے آتے ہیں جیسا کہ سورہ رحمٰن میں اللہ نے فرمایا **متکئین علی رفرف** یعنی جہاں براق کی انتہاء ہے وہاں سے رفرف کا سفر شروع ہوتا ہے۔ مولانا حبیب بن وحید علیہ الرّحمۃ نے کیا خوب فرمایا!

براق ورفرف تیری سواری، لاحدمکاں میں جاری وساری

رفتار خود ہے حیران وششدر صلی ا للہ علیہ و سلم

اِلٰی وَرَآءِ الْوَرَاءِ سَفَرُہٗ (جہانوں سے پرے آپ کا سفر ہے)

دیگر انبیاء کی معراج محدود، کوئی طور تک گیا کوئی مدین تک، کوئی لنکا تک مگر رسول کریم کو اللہ نے جہانوں سے یعنی ہماری سوچ سے بھی آگے کا سفر کرایا۔ جو جتنا بلندی پر ہوتا ہے اُسکا وژن بھی اتنا بلند ہوتا ہے، جیسے آپ گھر سے باہر کھڑے ہو کر صرف گلی تک دیکھ پاتے ہیں، پھر جب آپ پہلی منزل پر چڑھ جائیں تو آگے کی گلیوں تک آپ کی نظر جاتی ہے اور جب آپ آسمان میں اُڑ جائیں کسی جہاز یا ہیلی کاپٹر سے نظارہ کریں تو پورا علاقہ آپکی نظر میں ہوگا۔

اسی لئے جبکا سفر سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچا تو پھر وہ زمیں کے خزانے بھی دیکھ لیتا ہے، جنت اور دوزخ کی سیر بھی کر لیتا ہے، کون کہاں سے آرہا ہے اور کدھر جا رہا ہے اسے وہ بھی نظر آجاتا ہے الغرض اُسکے لئے تمام غیب ظاہر ہو جاتے ہیں اور وہ غیب کا مالک بن جاتا ہے۔

مَقَامُ الْاَحُدِیَّۃِ مَقَامُہٗ (مقام احدیت ہی آپ کا مقام ہے)

تمام انبیائے ماسبق نے اللہ تعالیٰ کا تعارف جو دیا ہے وہ انسان کو مقام واحدیت تک تو لے جاتا ہے یعنی اللہ کو ایک بتاتا ہے لیکن مقام احدیت صرف رسول اللہ ہی کا خاصہ ہے۔ یعنی سب نے یوں بتا دیا کہ وہ اللہ اور ہم اسکے رسول، لیکن رسول کریم ﷺ نے اس طرح تعارف کروادیا کہ وہ اللہ اور میں رسول اللہ خود اللہ نے بھی صرف آپ کو رسول اللہ کہہ کر احدیت کا درس دیا۔

انبیاء ماسبق نے اللہ کو ایک یعنی واحدیت بتایا اور واحد تقسیم ہو جاتا ہے اسی لئے کہیں خُدا کو تثلیث میں، کہیں اللہ کی تخلیقات میں اور حتیٰ کہ ۳ کروڑ دیوی اور دیوتاؤں میں تقسیم کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا تعارف احدیت یعنی یکتا کا کرایا ہے جو نہ تقسیم ہوتا ہے اور نہ ہی جسکا کوئی مثل ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسکا تفصیلی بیان سورۃ اخلاص میں فرما دیا اور رسول کریم ﷺ اسکی عملی تفسیر بن کر آئے۔ یہی وجہ ہے کہ جیسے اللہ کا کوئی مثل نہی ویسے ہی رسول اللہ کا کوئی مثل نہی، اللہ کو کوئی ہمسر نہی رسول اللہ کا کوئی ہمسر نہی بقول امام احمد رضا علیہ الرحمۃ

ثانی تو بڑی شئے ہے سایہ نہ ملے گا

یہی وجہ دیگر انبیاء نے اللہ کا اجمالی تعارف تو کروایا لیکن فنا فی اللہ کی معرفت صرف رسول کریم ﷺ کے طفیل ہی حاصل ہوئی کیونکہ آپ کا مقام ہی مقام احدیت کا ہے جیسے اللہ کا کوئی ہمسر نہی ایسے ہی اللہ کے رسول کا کوئی ہمسر نہی آپ اپنے مقام میں احدیت پر ہیں۔

هُوَ کَافَّةٌ لِلنَّاسِ (آپؐ تمام انسانوں کے لئے کافی ہیں)

جیسے اللہ تمام کائنات کے لئے کافی ہے ایسے ہی رسول اللہ صرف تمام انسانوں کے لئے ہی نہی بلکہ ہر جاندار کے لئے کافی ہیں، کافی وہی ہوتا ہے جو تمام مسائل، مشکلات، اور سہولیات کا ذمہ دار ہوتا ہے، کائنات کی ربوبیت کے لئے اللہ خود ذمہ دار ہے اور اللہ تک پہونچانے کے لئے رسول اللہ کا وجود ہی کافی ہے، آپ کے بعد آدم سے عیسیٰ تک کسی نبی کی ضرورت نہی، اسی لئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ! صدیق کے لئے ہے خُدا اور رسول بس۔

وَاُمَّتُہٗ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (اور آپ کی امت تمام انسانوں کے لئے نکالی گئی ہے)

ہر نبی اپنی قوم کے لئے ہی تھے تمام اقوام کے لئے نہی کیونکہ وہ جامعیت کے حامل نہی تھے۔ اسی طرح انکی قوم کو بھی حق حاصل نہ تھا کہ وہ غیر قوم میں تبلیغ کرسکیں۔ دنیا کے کسی مذہب میں ایسی تعلیم نہی کے انکے پیروکاروں کو حکم ہوا ہو کہ وہ اس تعلیم کو تمام انسانوں تک پہونچائیں، جبکہ اسلام میں اللہ کا حکم بھی موجود ہے بلّغ ما اُنزل الیک اور رسول اللہ کا حکم بھی ہے کہ لوگوں تک پہونچاؤں خواہ وہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔

اسکی وجہ یہ ہیکہ ہر دریا اپنی سمت بہتا ہے کسی اور دریا سے نہی ملتا، کچھ دریا مل کر ایک نیا دریا تو بنا لیتے ہیں لیکن انکا سفر ختم نہی ہوتا۔ لیکن سمند رکو یہ حق حاصل ہوتا ہیکہ وہ اپنے اندر تمام دریا کو سمولے چاہے وہ کسی شہر سے بہتا ہوا کیوں نہ آتا ہو، سمندر میں جامعیت ہے، بالکل اسی طرح اسلام ایک جامع مذہب ہے وہ اپنے اندر تمام مذاہب کو رکھتا ہے ہر مسلمان بنیادی طور پر عیسائی، یہودی، زرتشتی، برہمن وغیرہ ہے کیونکہ وہ تمام نبیوں اور اوتاروں کی تصدیق کرتا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

قُلْ اٰمَنَّا بِاللہِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَا اُنْزِلَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ (آل عمران ۸۴)

کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اترا، ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں پر اور جو کچھ ملا موسٰی اور عیسٰی اور انبیاء کو ان کے رب سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے لئے مسلمان ہیں۔

اسی جامعیت کی وجہ سے صرف مُسلمان کو حق ہے کہ وہ دیگر اقوام کو تبلیغ کرسکے اور صرف مسلمان ہی وہ قوم ہیں جو تمام اقوام کی طرف بھیجی گئی ہیں

وَکِتَابُہٗ بَیَانٌ لِّلنَّاسِ (اور آپؐ کی کتاب انسانوں کیلئے بیان کی گئی ہے)

دیگر آسمانی صحائف اور کُتب کے حامل ربّانی افراد نے ان کتابوں کو صرف چند افراد کے مخصوص کر دیا اور عام انسان کو اسکی تلاوت یہاں تک کہ سماعت سے بھی محروم کر دیا۔ توریت پر حق صرف یہودی رہبانیوں کا ہے، اناجیل صرف پادریوں تک، وید پران صرف پنڈتوں تک، لیکن قرآن تمام انسانوں کے لئے ہے، اللہ تو تمام انسانوں سے پوچھتا ہے کہ!

افلا یتدبّرون القرآن او ام علیٰ قلوبھم اقفالھا

تم قرآن پر تدبّر کیوں نہی کرتے یا تمہارے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں

ایک اور جگہ پر اللہ نے فرمایا!

ولقد یسّرنا القرآن لذکر فھل من مدّکر

ہم نے اس قرآن کو زکر کے لئے آسان کر دیا، تو کوئی ہے جو ادراک حاصل کرے؟

قرآن ہی وہ کتاب ہے جو تمام انسانوں کے لئے بیان کی گئی اور جس میں تمام انسانوں کا بیان ہوا ہے۔

ھُوَ رَسُوْلٌ اِلَی النَّاسِ جَمِیْعاً (آپ رسول ہیں تمام جانداروں کیلیئے)

ہر نبی اپنی قوم کے لئے موسیٰ لقومہٖ عیسیٰ لقومہٖ مگر رسول اللہ ہر جاندار کے لئے رسول ہیں اسی لئے ہر جاندار آپکی رسالت کی گواہی دیتا ہے۔ سورج کا اُلٹے قدم لوٹ جانا، چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا، ، کبھی فاختہ آکر سلام پیش کرتی ہے کبھی شجر چل کر قدم بوسی کرتا ہے، بوجہل کی مٹھی میں ہجر بول پڑتے ہیں، پہاڑ سے ٹیک لگاتے ہیں تو وہ نرم پڑ جاتا ہے، صاحب رسالت کی حفاظت کے لئے مکڑی جالا بنتی ہے کبوتری انڈے دیتی ہے، یہ سب اس بات کی گواہی دے رہی ہیں کہ آپ ہر جاندار کے بھی رسول ہیں۔

اَصْحَابُہٗ مَثِیْلُ الْاَنْبِیَاءِ (آپؐ کے صحابہ انبیاء کے مثیل ہیں)

تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ تمام انبیاؑ کے اصحاب نے کماحقہٗ ساتھ نہ دیا، موسیٰ کے اصحاب نے جہاد سے انکار کر دیا، عیسیٰ کے اصحاب نے ان سے ہی انکار کر دیا، یہی حال گوتم بدھ، رام، کرشن کے ساتھیوں نے کیا۔ ایک نبی، اوتار کو اپنے اصحاب پر ناز ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے اصحاب کا عالم یہ رہا ہے کہ صرف کلمہ پڑھنے کی بدولت نبی کا مقام ملا، کیونکہ تمام انبیاؑ پر سلام ہے اور رسول اللہ کے ہر امتی کو اسلام وعلیکم ہے، رسول کریم ﷺ نے فرمایا! کہ علی کو مُجھ سے وہی نسبت ہے جو ھارون کو موسیٰ سے تھی، پھر آپ نے فرمایا کہ تم میں سے اگر کوئی ابراہیم کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ ابوبکر کو دیکھے، کوئی موسیٰ کو دیکھنا چاہتا ہے تو عمر کو دیکھے کوئی عیسیٰ کو دیکھنا چاہتا ہو تو وہ ابوزر غفاری اور حُسین کو دیکھے کوئی نبی ایسا نہی جسکی مثال میری اُمت میں نہی۔ **ما من نبی الا لہٗ نظیر من امتی**

رسول اللہ ﷺ کے طفیل اللہ نے آپ کے اصحاب کو انبیاء کا مثل بنایا اور آپ کے علماء کو وارث انبیاء بنایا۔ یعنی آپ نے اعلان فرمادیا کہ انبیاؑ کرام کے حقیقی وارث میری امت کے علماء ہیں۔ جب علماء کا یہ حال ہو تو اصحاب کا کیا عالم ہوگا؟ اللہ اللہ اسی لئے تو بے اختیار ہمارے ذبان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں کہ!

مُحمّد ہمارے بڑی شان والے

اَلْاَرْضُ کُلُّھَا لَہٗ مُصَلّٰی (تمام روئے زمین آپ ؐ کا مصلّٰے ہے)

اللہ تعالیٰ نے شعیبؑ کو مدین کی طرف بھیجا، موسیٰؑ کو مصر کی طرف عیسیٰؑ کو فلسطین کی طرف الغرض ہر نبی اوتار کسی مخصوص علاقے کی طرف ہی آئے اسی لئے انکی تعلیم کے اثرات انھی علاقوں میں نظر آتے ہیں بعد میں انکی قوموں نے دنیا کے دیگر حصوں میں اپنے مذہب کو لے کر گئے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ خاصہ ہے کہ آپ نے اپنی حیاتِ ظاہرہ ہی میں کئی وفود دنیا کہ کونے کونے میں روانہ فرمائے اور عمل میں بتادیا کہ!

ہر مُلک مُلکِ ماست کہ مُلکِ خُدائے ماست

اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی ہر زمین کو آپ کے لئے مُصلّیٰ بنادیا۔ مُسلمان دُنیا میں جہاں کہیں بھی ہو نماز ادا کرسکتا ہے، جبکہ دیگر اقوام کو اپنی عبادت کے لئے مخصوص مقام پر ہی جانا ہوتا ہے۔ عیسائی ہر جگہ گھنٹہ بجا کر، ہندو ہر جگہ گھنٹیاں بجا کر پوجا پاٹ نہی کرپاتا، جبکہ ایک مُسلمان کہیں بھی ہو مُصلّیٰ بچھا کر نماز ادا کرلیتا ہے،

رسول اللہ کی یہ شان بھی کیا شان ہے کہ آپ کے صدقے مسلمان روئے زمین کے چپہ چپہ کو عبادت گاہ بنادیتا ہے۔

جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مَالَ الْغَنِیْمَۃِ حَلَالاً طَیِّباً

(اللہ نے آپ کے لئے مالِ غنیمت کو حلال طیّب کردیا ہے)

تمام مذاہب کی کتابیں اپنی اقوام کو جنگ میں حاصل ہونے والے مال، اورانسان کا مالک نہی بناتیں، تمام مذہبی احکامات یہی ہیں کہ جو مال لوٹا ہے یا تو وہ جلادو یا دفنا دو، کیونکہ ایک بادشاہ ہی کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی رعایا بنائے، خزانوں کا مالک بنے، یہی وجہ ہیکہ مندروں میں جو خزانے دفن ہیں، کلیساؤں میں جو مال وزر ہے وہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ ان خزانوں کے مالک نہی۔

رسول کریم ﷺ سردارِ انبیاء ہیں آپ ہی کی وجہ سے اس کائنات کو تخلیق کیا تو یہ حق آپ ہی کا ہے کہ مالِ غنیمت اللہ نے آپ پر حلال فرمایا اور آپ کے صدقے مُسلمان قوم پر بھی مالِ غنیمت کو حلال فرمایا، تو پھر کیوں نہ ہم ہر دم اپنے نبی پر درود و سلام پیش کریں؟

خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ (آپ تمام نبیوں کے خاتم)

یہ نکتہ بہت اہم ہے کہ عمومی طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ آخری نبی ہیں، ایسا کم علمی کی بنیاد پر ہی کہا جاسکتا ہے، درحقیقت آپکا وجود خاتم النّبین کا ہے، نبی کہا جاتا ہے خبر دینے والے کو، آدم سے عیسیٰ تک تمام انبیاء، اوتار سبھی نے صرف رسول اللہ ﷺ کی خبر دی اور جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو خبر کی تصدیق ہوگئی اور ساری خبریں مکمل ہوگئیں اسی لئے آپ نے فرمایا میں خاتم النّبین یعنی نبوّت کا ختم کرنے والا ہوں، لا نبی بعدی یعنی میرے بعد اب کوئی خبر دینے نہی آئے گا۔ آپ آخری نبی نہی بلکہ خاتم النّبین ہیں۔

نبیوں کے خاتم نبیوں کے سرور صلی اللہُ علیہ وسلّم

رَسُوْل' اَمِیْن' (امن اور امانت والے رسول)

یوں تو رسول اللہ کی امانت کی تصدیق، کفار مکہ نے اظہار نبوت سے پہلے بھی کر دی تھی، لیکن یہ امانت تو ایک جزوی امانت ہے جس پر کئی لوگ پورا اُترتے ہیں۔ اصل امین تو یہ ہیکہ اللہ نے اپنے رسولوں کو جو امانت (کلام الٰہی) عطاء فرمائی وہ اسے اپنی قوم تک کما حقہٗ پہونچا دیں،

اس کو مکمل اور جامع انداز میں جس وجود نے انجام دیا وہ رسول اللہ ﷺ کی زاتِ بابرکت ہی ہے۔ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں سے یہی سوال پوچھا تھا کہ کیا میں نے اللہ کا پیغام تم تک نہی پہونچا دیا؟ اور اللہ نے بھی اس بات کی تائید کرتے ہوئے فرمایا!

الیوم اکملتُ لکم دینکم ولی دین

ور اسکے ساتھ ہی خلافت کے لئے اصحاب کو تیار فرما دیا تا کہ امانت انکے اہل افراد تک پہونچ جائے اور اللہ کا حکم ادا ہو جائے کہ!

یا ایّھا لذین اٰ منو تو دالامانۃ الیٰ اھلہِ

مذید یہ کہ رسول کریم ﷺ کا وجود مقدّس امین ہے کہ جس نے آپ کا دامن پکڑا، وہ امن میں آ گیا، اور دنیا میں امن قائم ہو ہی نہی سکتا جب تک لوگ آپ کا کلمہ نہ پڑھ لیں اسی لئے آپ رسول امین ہیں۔

شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ (گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے ہیں)

جب نومولود بچہ چلنا شروع کرتا ہے تو قدم قدم پر گرتا ہے، اور اسے انگلی پکڑ کر سہارا دیا جاتا ہے، عربی زبان میں اسکو شفاعت کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ نے ہر گناہگار کو اسی طرح جہنم سے بچایا ہے اور بچا رہے ہیں، آپ ہی کی دی ہوئی تعلیمات جو قرآن، حدیث اور سنت کی صورت میں موجود ہے اس سے استفادہ حاصل کر کے نہ صرف مسلمان، بلکہ اغیار بھی اپنی ذندگی کو جہنم بنانے سے روک رہے ہیں۔ افسوس ہے کہ مسلمان ان تعلیمات سے دور ہو رہے ہیں جبکہ یورپ ان قوانین پر عمل پیرا ہے اور اپنے معاشرہ کو پاک صاف اور انصاف پر مبنی معاشرہ بنانے میں کامیاب ہوئے۔ رسول اللہ صرف مسلمانوں کے لئے تو شفیع نہی آپ تو ہر ایک کو جہنم سے بچانا چاہتے ہیں جسکی قرآن نے ان الفاظ میں تصدیق کی کہ!

لقد جائکم من انفسکم عزیز ما عنتم حریص علیکم بالمومنین روٗف الرحیم

بات یہ ہیکہ اہل مغرب نے کلمہ نہی پڑھا لیکن تعلیمات سب رسول اللہ کی رکھیں، گویا انھوں نے اپنی ظاہرہ ذندگی کو جھنم بنانے سے روک لیا، اگر وہ کلمہ پڑھ لیں تو آخرت بھی ہو جاتی۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کا وجود ہی شفیع المذنبین ہے۔

حضرت قبلہ فرماتے ہیں کہ جس نبی نے اس دُنیا میں اپنی امت کی فکر کی اللہ نے آخرت میں شفاعت کا حق بھی اسی کو عطا فرمایا، دیگر انبیاء کا معاملہ یہ رہا کہ وہ یا تو اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے، یا پلٹ کر خبر بھی نہ لی۔

ہمارے رسول تو وہ ہیں جو اس دُنیا میں بھی ہمارے لئے فکر مند اور آخرت میں بھی ہماری شفاعت کے لئے بیتاب رہیں گے۔ چناچہ ہجرت کے وقت رسول اللہ نے پہلے اپنے تمام اصحاب کو ہجرت کروائی پھر سب سے آخر میں آپ تشریف لے گئے۔ اور جب اس دنیا فانی

سے رخصت کا وقت آیا تو آپ کی زبان پر ربِّ ھب لی اُمّتی (اے اللہ میری اُمت کو مجھے عطا فرمادے) رہا۔
جس نبی کو اس دُنیا میں اپنے لوگوں کی فکر ہو آخرت میں شفاعت بھی اُسی کا حق ہے، آپ دیگر انبیاء کی طرح نہی کہ قوم کو چھوڑ کر چلے گئے، اور پلٹ کر خبر بھی نہ لی۔
ساقئی کوثر، شافع محشر صلیٰ اللہ علیہ وسلّم

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَھْلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَo وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo
صلوٰۃ وسلام آپؐ کی آل پر اور آپ کی اہل اور تمام اصحاب پر، تیری اپنی رحمت سے۔ اے رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالے اور تعریف اللہ کیلئے ہے جو جہانوں کا پالنے والا ہے۔
اس ساری تعریفات کو سمجھ میں لانے کے بعد ہی انسان کو علم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ وسلام صرف اس اعلیٰ شان والے نبی پر ہی نہی، بلکہ آپ کی آل پر، آپ کے اہل یعنی اولیاء اللہ پر اور آپ کے تمام اصحاب پر کہ انکے طفیل ہی رسول اللہ کی پہچان ہوئی، آپکے مقام و مرتبہ ہم پر واضح ہوا۔
والحمدللہ رب العالمین یعنی گویا اللہ کی حمد قائم کرنے والے یہی لوگ ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو قابل صلوٰۃ وسلام ہیں۔
اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، آمین۔

طالب دُعا
محمود بن سعید عفی عنہُ